نحنُ انصارالله



اگست 2026ء صفر، ربیع الاوّل 1448ھ، ظہور 1405ھش

www.nahnuansarullah.ca

نگران

شاہد منصور صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا

مدیرِ اعلیٰ

سہیل احمد ثاقب نائب صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا

مینیجر

محمد موسیٰ قائد اشاعت مجلس انصار اللہ کینیڈا

مدیران

غلام مصباح بلوچ قائد تربیت و نائب صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا،
امتیاز احمد سراء، معتز القزق

معاونین

کاشف بن ارشد نائب قائد اشاعت مجلس انصار اللہ کینیڈا،
مسعود احمد نائب قائد اشاعت مجلس انصار اللہ کینیڈا



خصوصی دعاؤں کی تحریک

امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ایک رؤیا کی روشنی میں احباب جماعت کو خصوصی دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا: اگر احباب جماعت مندرجہ ذیل دعاؤں کا ورد کریں گے تو ایک محفوظ قلعے میں محفوظ ہو جائیں گے جہاں شیطان کبھی داخل نہیں ہوسکتا۔ اس قلعے کی دیواریں لوہے کی ہیں اور آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ پس کوئی سوراخ ایسا نہیں رہے گا جہاں سے شیطان حملہ کر سکے۔

نمبر1: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

ہر بڑا فرد جماعت 200 دفعہ روزانہ پڑھے۔

15 سے 25 سال کے ممبران جماعت (کم از کم) 100 دفعہ روزانہ پڑھیں

بچے (کم از کم) 33 دفعہ روزانہ پڑھیں - چھوٹی عمر کے بچے تین، چار دفعہ روزانہ (والدین پڑھائیں)

نمبر 2: استغفار (اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ)-

100 دفعہ روزانہ

حضور انور نے فرمایا: اسی طرح میں یہ بھی شامل کرتا ہوں

نمبر 3: رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِي وَانْصُرْنِي وَارْحَمْنِي

100 دفعہ روزانہ

حضور انور ایدہ اللہ نے مزید فرمایا: ان دنوں میں جبکہ شیطان ہر حیلے سے بحیثیت جماعت بھی اور مجموعی طور پر ہمارے پر حملے کرنے کی کوشش کر رہا ہے، عمومی طور پر دنیا میں بھی اس سے بچنے کے لیے ایک ہی ذریعہ ہے کہ خاص طور پر دعاؤں پر زور دیں اور صرف جلسے کے دنوں میں نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے یہ درود شریف اور ذکر الٰہی، یہ ورود اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں اور اس پر ہر ایک کو، بچے کو، بڑے کو، عورت کو، مرد کو، سب کو توجہ دینی چاہیے۔

(خطبہ جمعہ 23 اگست 2024)

بین الاقوامی اشاعت حوالہ نمبر ISSN 2560-886X (Print) ISSN 2560-8878 (Online)

رابطہ : editor@ansar.ca / ishaat@ansar.ca / Tel: 905-417-1800

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

01 قال اللہ عزّ وجل



02 قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم



03 کلام المہدی
علیہ السلام



04 کلام الامام
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز



05 فارسی منظوم کلام
حضرت مسیح موعود علیہ السلام



06 تحریک جدید کا
سولھواں مطالبہ
(قیادت تحریک جدید مجلس
انصار اللہ کینیڈا)



07 حضرت صوفی محمد حسن موسیٰ خان
صاحب (آنریری مبلغ آسٹریلیا)



12 صحت کے ستون



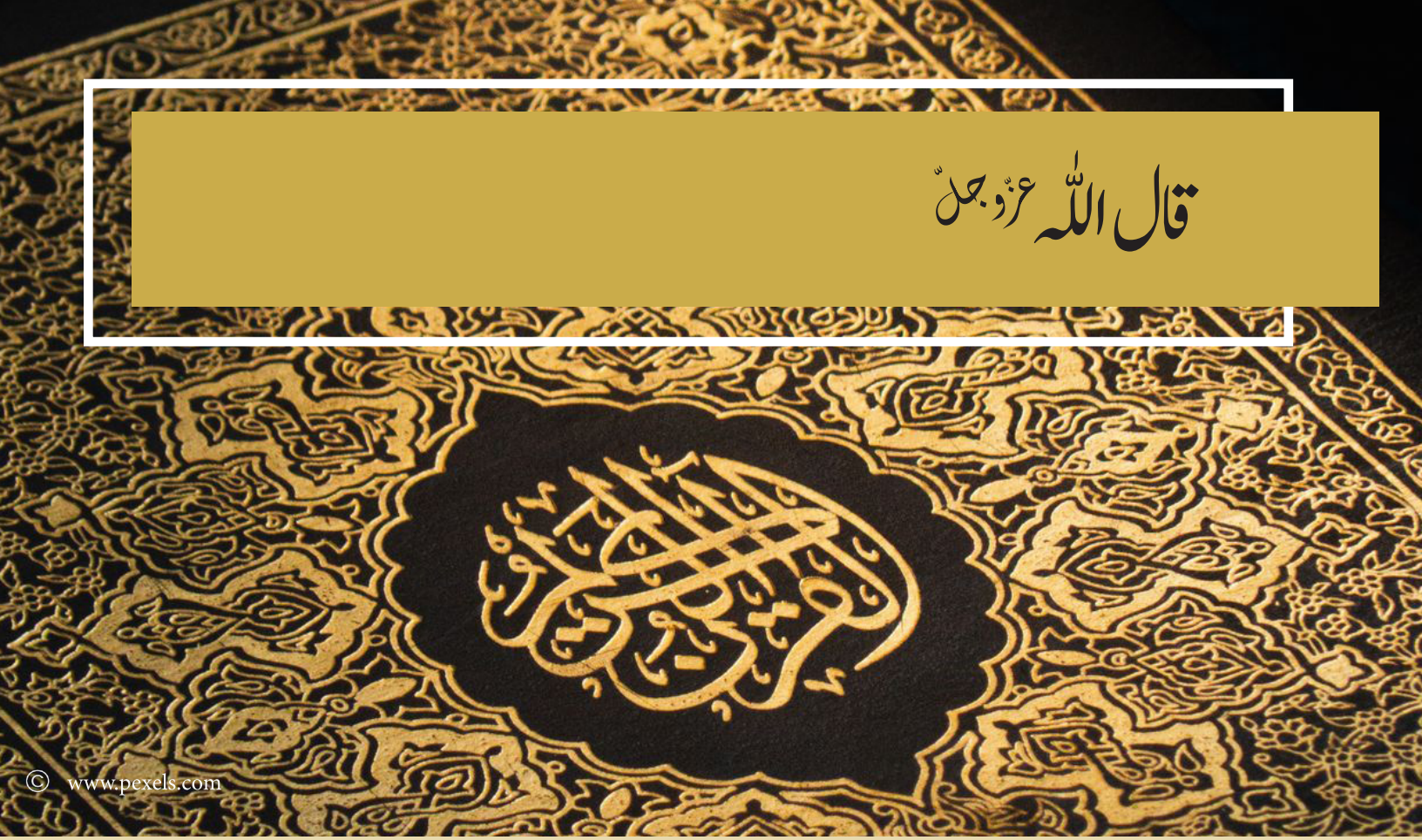
13 آنکھیں ہزار نعمت
محمد ذکریا ورک



16 زاوية العرب



قال اللہ عزّ وجلّ



لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۲﴾ (الاحزاب:22)

ترجمہ از تفسیر صغیر بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ:

تمہارے لئے (یعنی ان لوگوں کے لئے) جو اللہ اور اخروی دن سے ملنے کی امید رکھتے ہیں اور اللہ کا بہت ذکر کرتے ہیں۔ اللہ کے رسول میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے (جس کی انہیں پیروی کرنی چاہیئے)۔

تفسیر: حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں

”تمہارے لئے اللہ کے رسول کا عمدہ نمونہ ہے۔ اس نمونہ کی بموجب اپنے اعمال بناؤ۔ اس لئے مسلمانوں کو رسول کریم کے افعال۔ اعمال اور ہر قسم کے نمونہ کے علم کی ضرورت ہے۔ اسی لئے صحابہؓ نے حضرت رسول کریم ﷺ کے پوشیدہ سے پوشیدہ امور کو دریافت کیا اور بعد والوں نے جہاں تک ان کی طاقت تھی حضرت رسول کریم ﷺ کے دیکھنے والے یا دیکھنے والوں کے دیکھنے والوں سے اسی طرح سلسلہ سے حضرت رسول کریم ﷺ کے قول اور فعل کو اکٹھا کیا تا کہ حضرت رسول کریم ﷺ کا نمونہ ہاتھ آئے۔ ہمیشہ سے قاعدہ ہے کہ کوئی کاریگر جب کوئی چیز نمونہ کے بموجب بناتا ہے۔ تو نمونہ آگے رکھ لیتا ہے۔ اس لئے صحابہؓ کے لئے حضرت رسول کریم ﷺ نمونہ تھے۔ اور وہ حضرت رسول کریم ﷺ کو دیکھ کر ان کے قدم بقدم چل کر کامیاب ہوئے۔

(الحکم جلد 7 نمبر 29 مورخہ 10 اگست 1903 صفحہ 10)



قال الرّسول ﷺ

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ’’اَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً‘‘

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ’’مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا‘‘

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ’’قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے نزدیک وہ شخص ہو گا جو اُن میں سے مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہو گا۔‘‘

(سنن الترمذی کتاب الصلوٰۃ ابواب الوتر باب ماجاء فی فضل الصلوٰۃ ...حدیث نمبر 484)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ’’جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اس پر اللہ تعالیٰ دس بار درود بھیجے گا۔‘‘

(سنن الترمذی کتاب الصلوٰۃ ابواب الوتر باب ماجاء فی فضل الصلوٰۃ ...حدیث نمبر 485)

تشریح: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اگرچہ آنحضرت ﷺ کو کسی دوسرے کی دعا کی حاجت نہیں۔ لیکن اس میں ایک نہایت عمیق بھید ہے۔ جو شخص ذاتی محبت سے کسی کے لئے رحمت اور برکت چاہتا ہے وہ بباعث علاقہ ذاتی محبت کے اس شخص کے وجود کی ایک جزو ہو جاتا ہے۔ پس جو فیضان شخص مدعولہٗ پر ہوتا ہے وہی فیضان اس پر ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ آنحضرت ﷺ پر فیضان حضرت احدیت کے بے انتہا ہیں اس لئے درود بھیجنے والوں کو کہ جو ذاتی محبت سے آنحضرت ﷺ کے لئے برکت چاہتے ہیں، بے انتہا برکتوں سے بقدر اپنے جوش کے حصہ ملتا ہے۔ مگر بغیر روحانی جوش اور ذاتی محبت کے یہ فیضان بہت ہی کم ظاہر ہوتا ہے۔‘‘

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ 25-24)

کلام المہدی علیہ السلام



حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”پھر بعد اس کے جو الہام ہے وہ یہ ہے۔ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ وُلْدِ آدَمَ وَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ۔ اور درود بھیج محمد اور آل محمد پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے صلی اللہ علیہ وسلم یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب اور تفضّلات اور عنایات اس کے طفیل سے ہیں اور اس سے محبت کرنے کا یہ صلہ ہے۔ سبحان اللہ اس سرور کائنات کے حضرت احدیت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں اور کس قسم کا قرب ہے کہ اس کا محبّ خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اُس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بنایا جاتا ہے۔

ہیچ محبوبے نماند ہمچو یار دلبرم	آں کجا روئے کہ دارد ہمچو رویش آب و تاب
مہرومہ را نیست قدرے در دیار دلبرم	واں کجا باغے کہ مے دارد بہار دلبرم

اس مقام میں مجھ کو یاد آیا کہ ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں۔ اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد کی طرف بھیجی تھیں صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ اور ایسا ہی عجیب ایک اور قصہ یاد آیا ہے کہ ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنے یہ تھے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادہ الٰہی احیاء دین کے لئے جوش میں ہے لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص محیی کی تعیّن ظاہر نہیں ہوئی اس لئے وہ اختلاف میں ہے۔ اسی اثناء میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک محیی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا ھٰذَا رَجُلٌ یُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے۔ اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرط اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ہے۔ سو وہ اس شخص میں متحقق ہے۔ اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا میں جو آل رسول پر درود بھیجنے کا حکم ہے سو اس میں بھی یہی سرّ ہے کہ افاضہ انوار الٰہی میں محبت اہل بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے۔ اور جو شخص حضرت احدیّت کے مقرّبین میں داخل ہوتا ہے وہ انہیں طیّبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام علوم و معارف میں ان کا وارث ٹھہرتا ہے۔“

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 597-598)

* ترجمہ فارسی اشعار: میرے دوست کے مقابلے میں، میرے محبوب کے مقابلے میں کوئی بھی محبوب نہیں ہے۔ میرے دوست کے مقابلے میں تو چاند اور سورج کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہے اور وہ چہرہ کہاں ہے جو اس کے چہرہ کی طرح چمک دمک رکھتا ہو اور وہ باغ کہاں ہے جس میں میرے دوست کی طرح بہار آئی ہو۔

کلام الامام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ہم اُس مسیح و مہدی کے ماننے والے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے احیائے دین کے لیے بھیجا ہے۔ اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کا اہم کام دے کر بھیجا ہے۔ ساری دنیا کو آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے لانے اور آپ ﷺ کی غلامی میں لانے کے لیے بھیجا ہے۔ اور آپ علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کی محبت میں ڈوب کر ہی یہ مقام پایا ہے۔ ہم جو آنحضرت ﷺ کے اس عاشقِ صادق کی جماعت میں شامل ہیں، ہم جو ہر موقع پر یہ عہد کرتے ہیں کہ مَیں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا کیا ہمارا یہ فرض اور بہت بڑا فرض نہیں ہے کہ اس مسیحی کے مشن کو آگے بڑھاتے ہوئے، اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے، آنحضرت ﷺ پر درود و سلام بھیجتے ہوئے اس مسیح و مہدی کے معاون و مددگار بنیں۔ دنیا کو بتائیں کہ تم جن کو آنحضرت ﷺ کی نعوذ باللہ توہین کرنے والا سمجھتے ہو وہی سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے والے ہیں۔ وہی آپ ﷺ سے اس درود و سلام کا صحیح ادراک حاصل کر کے آپ ﷺ پر درود بھیجنے والے ہیں۔ آپ ﷺ کے غلامِ صادق سے اس درود کا صحیح ادراک حاصل کر کے آپ پر درود و سلام بھیجنے والے ہیں۔ ہم ہیں جو رمضان میں نہ صرف اپنی ذاتی دعاؤں کی طرف توجہ دینے والے ہیں بلکہ بے چین ہو کر کہ کس طرح دنیا میں محمد رسول اللہ ﷺ کے نام کا بول بالا ہو، کس طرح آپ ﷺ کا جھنڈا تمام دنیا میں لہرائے، کس طرح لوگ آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آ کر اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والے بنیں، کس طرح لوگ آپؐ کی غلامی میں آنے کو اپنے آپ کے لیے باعثِ فخر سمجھیں، کس طرح لوگ اسلام کے نام کے ساتھ جڑنے کو اپنے لیے باعثِ فخر سمجھیں کہ یہی ایک دین ہے جو دنیا میں امن و سلامتی کی ضمانت ہے۔ یہی ایک دین ہے جو بندے کو خدا تعالیٰ سے جوڑنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہی ایک دین ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ آج بھی محمد رسول اللہ ﷺ کے پیار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے ماننے والوں کی دعاؤں کو سنتا ہے اور انہیں جواب دیتا ہے۔ پس ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ہم احمدیوں کے کندھوں پر ڈالی گئی ہے۔ ہم نے ہی دنیا کو اب یہ بتانا ہے۔ پس ہمیں اب یہ دیکھنا ہے کہ کس سچائی اور گہرائی سے ہم اس فرض کو ادا کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعاموں سے فیض اٹھانے والے بنتے ہیں۔ اگر ہم نے حقیقۃً تا قیامت ان انعاموں اور فضلوں کا وارث بننا ہے تو ہمیں انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی آنحضرت ﷺ پر درود و سلام بھیجتے چلے جانا ہو گا اور اگر ہم اس طرح کریں گے تو پھر ہم دیکھیں گے کہ کس طرح دشمن کے مکر اور اس کے حربے اور اس کے حملے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تباہ و برباد ہو جاتے ہیں، کس طرح اللہ تعالیٰ خود ہی دشمن سے نپٹ لیتا ہے۔ ہم دیکھیں گے کہ روحانی طور پر بھی ہم اور ہماری نسلیں ترقی کی منازل طے کرنے والی ہوں گی۔ ہم انفرادی دعاؤں کی قبولیت کے نشان بھی دیکھیں گے اور اجتماعی دعاؤں کی قبولیت کے نشان بھی دیکھیں گے اور یہ بات کبھی جھوٹی نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ نے ہمیں اس بات کی ضمانت دی ہے کہ جو دعا اللہ تعالیٰ کی ثنا اور مجھ پر درود بھیجتے ہوئے کرو گے وہ تمہاری حاجتیں پوری کرنے والی دعا ہو گی لیکن شرط یہ ہے کہ دل سے اور خلوصِ دل سے ادا کیا ہوا یہ درود ہو۔ آنحضرت ﷺ کے مقام و مرتبہ کے بلند تر کرنے کی ایک تڑپ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دلی دعا ہو اور یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے جب اس بات کی گہرائی اور حکمت کا بھی علم ہو۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30/اپریل 2021ء مطبوعہ سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل خصوصی اشاعت برائے یوم خلافت 21 تا 31 / مئی 2021ء)



فارسی منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

رہبر ما سید ما مصطفی است
آنکہ ندیدست نظیرش سروش
مصطفیٰ ہمارا پیشوا اور سردار ہے جس کا ثانی فرشتوں نے بھی نہیں دیکھا۔

آنکہ خدا مثل رخش نا فرید
آنکہ رہش مخزن ہر عقل و ہوش
وہ ایسا ہے کہ خدا نے اُس کے چہرہ جیسا اور کوئی مکھڑا پیدا نہیں کیا اور جس کا طریقہ ہر قسم کی عقل اور دانش کا خزانہ ہے۔

دشمن دیں حملہ برو مے کند
حیف بود گر بنشینم خموش
دشمن دین اس پر حملہ کرتا ہے شرم کی بات ہو گی اگر میں خاموش بیٹھا رہوں

چوں سخن سفلہ بگوشم رسید
دردل من برخاست چو محشر خروش
جب کمینہ دشمن کی بات میرے کان میں پہنچی تو میرے دل میں قیامت کا جوش پیدا ہوا

چند توانم کہ شکیبے کنم
چند کند صبر دل زہر نوش
کب تک میں صبر کرتا رہوں۔ زہر پینے والا دل کب تک صبر کر سکتا ہے

آں نہ مسلمان بتر از کافرست
کش نبود از پئے آں پاک جوش
وہ شخص مسلمان نہیں بلکہ کافروں سے بھی بدتر ہے جسے اس پاک نبی کے لئے غیرت نہ ہو

جاں شود اندرہ پاکش فدا
مژدہ ہمیں است گر آید بگوش
اس کے پاک مذہب پر ہماری جان قربان ہو مبارک بات یہی ہے اگر سننے میں آئے

سر کہ نہ در پائے عزیزش رود
بارگراں است کشیدن بدوش
وہ سر جو اس کے مبارک قدموں میں نہ پڑے مُفت کا بوجھ ہے جسے کندھوں پر اٹھانا پڑتا ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 475)



تحریک جدید کا سولہواں مطالبہ

(قیادت تحریک جدید مجلس انصار اللہ کینیڈا)

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 1934ء میں جب تحریک جدید کا آغاز فرمایا تو اس مبارک سکیم کے انیس مطالبات جماعت کے سامنے رکھے۔ ہر مطالبہ کی اپنی ضرورت اور اہمیت ہے لیکن یہاں صرف سولہواں مطالبہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

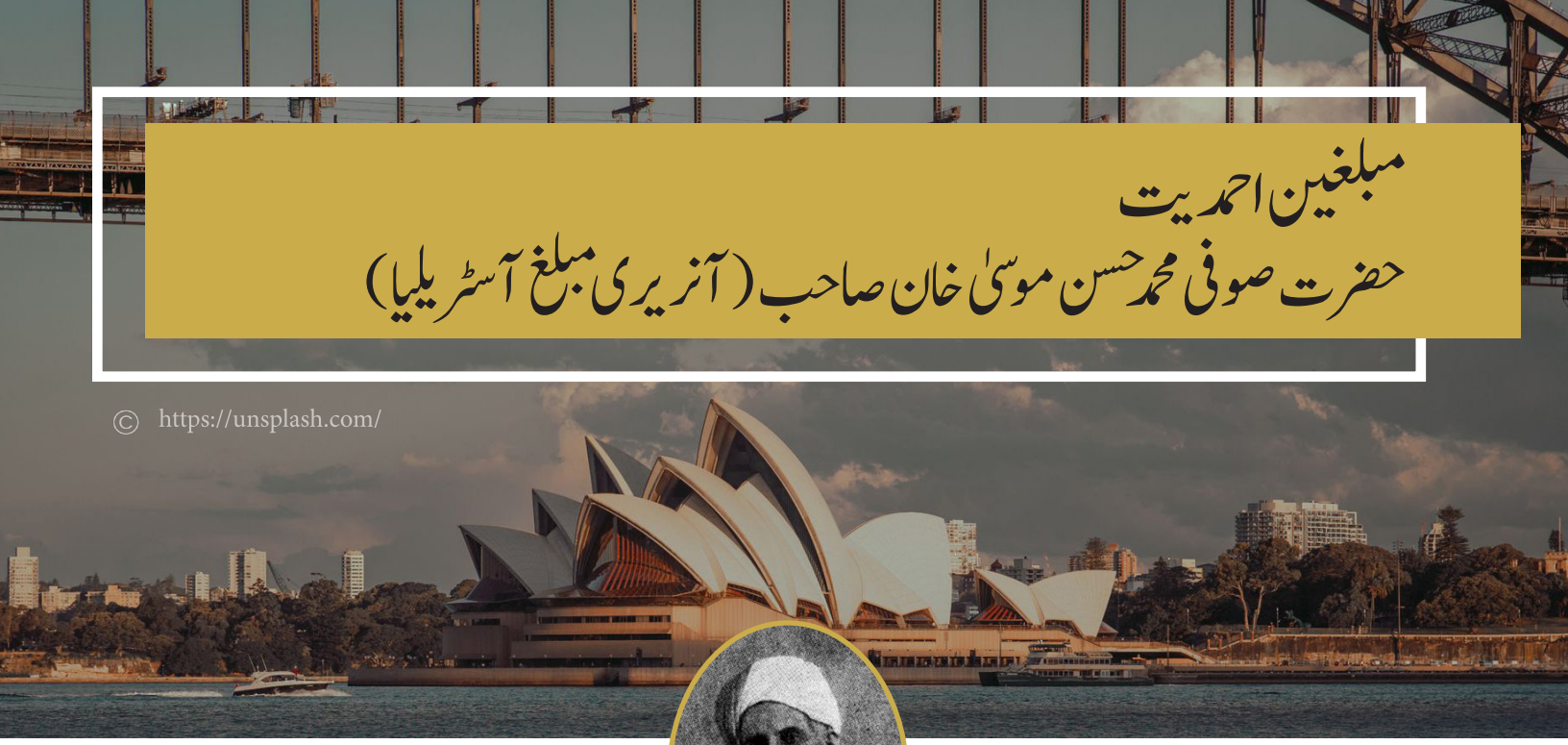
حضورؓ نے اس مطالبہ کے تحت فرمایا:

’’جماعت کے دوست اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔ میں نے دیکھا ہے اکثر لوگ اپنے ہاتھ سے کام کرنا ذلّت سمجھتے ہیں حالانکہ یہ ذلّت نہیں بلکہ عزّت کی بات ہے...

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ میں بعض خوبیاں نہایت نمایاں تھیں۔حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اس مسجد (مسجد اقصیٰ قادیان۔ ناقل) میں قرآن مجید کا درس دیا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے میں چھوٹا سا تھا، سات آٹھ سال کی عمر ہوگی، ہم باہر کھیل رہے تھے کہ کوئی ہمارے گھر سے نکل کر کسی کو آواز دے رہا تھا کہ فلانے مینہ آ گیا ہے اوپلے بھیگ جائیں گے۔ جلدی آؤ اور ان کو اندر ڈالو۔حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ درس دے کر ادھر سے جارہے تھے، انہوں نے اس آدمی سے کہا کیا شور مچا رہے ہو؟ اس نے کہا کہ کوئی آدمی نہیں ملتا جو اوپلے اندر ڈالے۔ آپ نے فرمایا تم مجھے آدمی نہیں سمجھتے یہ کہہ کر آپ نے ٹوکری لے لی اور اس میں اوپلے ڈال کر اندر لے گئے۔ آپ کے ساتھ اور بہت سے لوگ بھی شامل ہو گئے اور جھٹ پٹ اوپلے ڈال دیے گئے۔ اسی طرح اس مسجد کا ایک حصہ بھی حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے بنوایا تھا۔ ایک کام میں نے بھی اسی قسم کا کیا تھا مگر اس پر بہت عرصہ گذر گیا۔

مَیں ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالنے کا جو مطالبہ کر رہا ہوں اس کے لئے پہلے قادیان والوں کو لیتا ہوں۔ یہاں کے احمدی محلوں میں جو اُونچے نیچے گڑھے پائے جاتے ہیں، گلیاں صاف نہیں، نالیاں گندی رہتی ہیں بلکہ بعض جگہ نالیاں موجود ہی نہیں ان کا انتظام کریں۔ وہ جو اوورسیر ہیں وہ سروے کریں اور جہاں جہاں گندہ پانی جمع رہتا ہے اور جو ارد گرد بسنے والے دس بیس کو بیمار کرنے کا موجب بنتا ہے، اُسے نکالنے کی کوشش کریں اور ایک ایک دن مقرر کر کے سب مل کر محلوں کو درست کر لیں۔ اسی طرح جب کوئی سلسلہ کا کام ہو مثلاً لنگر خانہ یا مہمان خانہ کی کوئی اصلاح مطلوب ہو تو بجائے مزدور لگانے کے خود لگیں اور اپنے ہاتھ سے کام کر کے ثواب حاصل کریں۔

ایک بزرگ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ جب قرآن پڑھتے تو حروف پر اُنگلی بھی پھیرتے جاتے۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو کہنے لگے قرآن کے حروف آنکھ سے دیکھتا ہوں اور زبان سے پڑھتا ہوں اور انگلی کو بھی ثواب میں شریک کرنے کے لیے پھیرتا جاتا ہوں۔ پس جتنے عضو بھی ثواب کے کام میں شریک ہوسکیں اُتنا ہی اچھا ہے اور اس کے علاوہ مشقت کی عادت ہوگی... یہ تحریک میں قادیان سے پہلے شروع کرنا چاہتا ہوں اور باہر گاؤں کی احمدیہ جماعتوں کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ اپنی مساجد کی صفائی اور لپائی وغیرہ خود کیا کریں اور اس طرح ثابت کریں کہ اپنے ہاتھ سے کام کرنا وہ عار نہیں سمجھتے۔ شغل کے طور پر لوہار، نجّار اور معمار کے کام بھی مفید ہیں۔ رسول کریم ﷺ اپنے ہاتھ سے کام کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ خندق کھودتے ہوئے آپؐ نے پتھر توڑے اور مٹی ڈھوئی۔صحابہ کے متعلق آتا ہے کہ اس وقت رسول کریم ﷺ کو جو پسینہ آیا بعض نے برکت کے لیے اُسے پونچھ لیا۔ یہ تربیت، ثواب اور رُعب کے لحاظ سے بھی بہت مفید چیز ہے۔ جو لوگ یہ دیکھیں گے کہ اُن کے بڑے بڑے بھی مٹی ڈھونا اور مشقت کے کام کرنا عار نہیں سمجھتے، ان پر خاص اثر ہوگا۔‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ 30/ نومبر 1934ء۔ الفضل 9/ دسمبر 1934ء صفحہ 11)



مبلغین احمدیت
حضرت صوفی محمد حسن موسیٰ خان صاحب (آنریری مبلغ آسٹریلیا)



تاریخ احمدیت آسٹریلیا میں حضرت محمد حسن موسیٰ خان صاحب کا نام بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ اپنے روزگار کے سلسلے میں انیسویں صدی کے آخر میں آسٹریلیا پہنچے۔ قبول احمدیت کے بعد آسٹریلیا میں عظیم الشان تبلیغی خدمات سرانجام دینے کا موقع پایا۔

حضرت محمد حسن موسیٰ خان صاحب ولد محترم حاجی موسیٰ خان صاحب قوم ترین پٹھان 1863ء میں کراچی سندھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کراچی میں پائی اور کراچی کے تاریخی سکول NJV High School سے سکالرشپ حاصل کی۔ پھر مزید تعلیم کے لیے بمبئی کے مشہور St. Xavier's College گئے۔ حصول تعلیم کے بعد شکارپور سندھ کے ہائی سکول میں ڈرائنگ ٹیچر مقرر ہوئے۔ اُس زمانے میں برطانوی حکومت نے آسٹریلیا کی وسیع و عریض سرزمین میں ریلوے لائن بچھانے کے لیے سندھ سے اونٹ اور ان کے شتر بان منگوائے تھے جس کے بعد بعض دیگر افراد بھی انڈیا سے آسٹریلیا پہنچے۔ حضرت محمد حسن موسیٰ خان صاحب بھی 1894ء کے اواخر یا شروع 1895ء میں آسٹریلیا آئے اور 1903ء میں آسٹریلیا سے ہی بیعت کا خط لکھ کر احمدیت قبول کرنے کی توفیق پائی لیکن آپ حضرت اقدس علیہ السلام کی زندگی میں ہندوستان نہ آسکے اور زیارت امام سے محروم رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کی خبر جب آپ کو ملی تو آپ نے اپنے ایک خط میں لکھا:

"آپ یقین کریں کہ جس قدر زیادہ میں ارد گرد نظر ڈالتا ہوں اور زمانے کے کرشموں کا مطالعہ کرتا ہوں اتنا ہی زیادہ مجھے پیارے پاک امام کے مشن کی سچائی کا یقین بڑھتا ہے... ہم نہایت پاک اور بہت بڑی امانت کا بوجھ اپنے کندھوں پر رکھتے ہیں اور ہمیں اس عزت کا فخر کرنا چاہیے جو قادر مطلق خدا نے ہمیں بخشی ہے۔ جب تک ہم بڑی بڑی تکالیف کو نہ جھیلیں ہم کبھی اُمید نہیں کر سکتے کہ سپرد شدہ مشن سے ہم میٹھے پھل کاٹیں گے۔ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے اور اس کو اپنا ماٹو بنانا چاہیے کہ تمام مصیبتیں اعلیٰ کوشش کی محرک ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ اس کے پاک نبی اور اس کے مسیح کی برکتیں تم پر اور اُن احمدی بھائیوں پر ہوں جنہوں نے اپنا وقت اور زندگی اس پاک مشن کی ترقی کے لیے وقف کر دی ہے، آپ کو خدا تعالیٰ ضرور اجر دے گا۔" (بدر 12/اگست 1908ء صفحہ 2)

جہاں آپ نے اس مضمون میں احمدی بھائیوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی اشاعت کی تحریک کی ہے وہاں خود بھی ساری زندگی اپنے عمل سے اس پیغام کی تبلیغ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ خلافت اولیٰ کے زمانے میں آپ ہندوستان آئے اور قادیان بھی حاضری دی۔ اخبار الفضل ایک جگہ آپ کے متعلق لکھتا ہے: "وہ پرانے احمدی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے ان کی ہندوستان واپسی کے بعد انہیں دوبارہ آسٹریلیا جانے کا مشورہ دیا تھا اور تبلیغ کے کام کی طرف متوجہ ہونے کا ارشاد فرمایا تھا۔"

(الفضل 2/اپریل 1925ء صفحہ 2)

حضرت صوفی حسن موسیٰ خان صاحب کی آسٹریلیا میں اسلامی خدمات کا سلسلہ بہت وسیع ہے۔ قبول احمدیت سے قبل بھی آپ دینی حمیت میں مسلمانوں کے حق میں آواز اٹھاتے تھے۔ 1895ء میں جب آپ آسٹریلیا پہنچے تو اخبارات و اشتہارات کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کے دفاع کی خدمت سرانجام دی۔ ان دنوں بعض لوگوں کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف بغض و حسد کی لہر چل رہی تھی۔ Perth کے ایک مقامی اخبار The

Western Mail نے ایک مضمون میں اسلام کی طرف جھوٹی تعلیم منسوب کرتے ہوئے اس دین کی شدت پسندی وغیرہ ثابت کرنے کی کوشش کی تو آپ نے فوراً ایڈیٹر کے نام ایک خط کے ذریعے اس کی تردید کی۔ آپ نے لکھا:

"Sir, will you allow me to correct the misleading statement published about our religion, viz. according to the Mohamedan faith, a man has no chance of Heaven if he is hanged." This is not true. The faith of Islam is free from such foolish idea... Religion is not responsible for the conspiracy referred to by you." (The Western Mail, Fri, 17 April 1896 page 27 column 4)

نہ صرف یہ کہ آپ نے اسلام کے خلاف لگنے والے الزامات کو ردّ فرمایا بلکہ آسٹریلوی حکام کو ہمیشہ یہ باور کرایا کہ آسٹریلیا میں رہنے والے مسلمان اور ایشیائی لوگ فرمانبردار اور امن پسند رعایا ہیں۔

Perth میں مسلمانوں نے اپنی مسجد تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا اور اس کے انتظامی امور کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ حضرت محمد موسیٰ خان صاحبؓ اس کمیٹی کے آنریری سیکرٹری اور Treasurer and Secretary of Fund مقرر ہوئے۔ یہ مسجد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اگست 1906ء میں مکمل ہوئی۔ 1924ء میں پرتھ کے ایک اخبار The Mir-ror کے ایک خصوصی نمائندہ نے آپ سے مسجد دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا تو آپ نے بخوشی اُسے مسجد آنے کی دعوت دی چنانچہ اس خصوصی نمائندہ نے مسجد کی زیارت کرنے اور مقامی مسلمانوں سے سوال و جواب کرنے کے بعد اپنے اخبار کے 6/ستمبر 1924ء کے پرچے میں صفحہ نمبر 21 پر تصویروں کے ساتھ اس مسجد کا آنکھوں دیکھا حال بیان کیا اور لکھا:

"Somehow or other the average Westerner imagines that with the sacred-ness with which the Mohammadan regards his temple of worship there is an element of dark secrecy. But there really isn't."

(The Mirror, Perth, Saturday, Sep 6, 1924 page 12)

20 ستمبر 1926ء کو پرتھ کی مسجد میں 12/ربیع الاول کے حوالے سے دن منایا گیا، اس تقریب کی خبر اخبار The Mirror نے 25/ستمبر 1926ء کے پرچے میں Mhammed Remembered In Pertho سرخی کے تحت نمایاں طور پر دی۔ ساتھ ہی حضرت حسن موسیٰ خان صاحب کی تصویر بھی دی جس کے نیچے لکھا:

Mr. M. H. Musakhan, one of our leading Mohammedan citizens, who is a recognised authority on matters concerning his faith

ایک مرتبہ آپ آسٹریلیا کے نسلی باشندوں کے جھونپڑے میں کچھ دنوں کے لیے مقیم ہوئے۔ اس گھر میں ایک بچہ پیدا ہوا تو آپ نے اس کے کان میں اذان کہی اور دعا کی کہ "اللہ تعالیٰ اس بچے کو اپنی قوم میں اسلام کا پیغام لے جانے والا بنائے۔ آمین۔" (الفضل 31/جولائی 1922ء صفحہ 2)

1932ء میں آسٹریلیا میں مسلمانوں کی ابتدائی تاریخ اور پہلی مسجد کے بارے میں History of Islamism in Australia عنوان سے ایک کتاب لکھی گئی جس میں آپ کا بھی خاطر خواہ ذکر کیا گیا ہے۔ آپ خود لکھتے ہیں: "ایک شخص محمد عالم صاحب افغان قندھاری نے History of Islamism in Australia ایک کتاب چھپوا کر شائع کی ہے جس میں میرا ذکر کیا گیا اور فوٹو دیا گیا ہے کیونکہ میں نے آسٹریلیا میں لگاتار 18 سال تبلیغ اسلام کر کے یہاں کے کونے کونے میں اسلام کا پیغام پہنچا دیا ہے۔" (الفضل 5/جولائی 1932ء صفحہ 8) یہ ایک تاریخی کتاب ہے اور آن لائن موجود ہے۔ اس کتاب میں آپ کی تصویر کے ساتھ



Mr. M. H. Musakhan, one of our leading Mohammedan citizens, who is a recognised authority on matters concerning his faith.

آپ کا مختصر سوانحی خاکہ یوں درج ہے:

Photo of M. H. Musakhan

(Nephew of K. B. Morad Khan)

Born at Karachi, Sind, India, on the 30th May 1863

1. Winner of Mansfield Scholar-ship, at N. J. High School, Karachi, Sind, India 1883.

2. Winner of Sir Frank Soutar's Schol-arship, Bombay University, 1887.

3. Matriculated Student of St. Xavi-er's College Bombay, 1887.

4. Drawing Teacher, High School Shikarpur Sind, India, 1889-90.

5. Headmaster, Anglo-Vernacular

and Technical School Kandiaro, Sind, India 1891-92.

6. Scholar of five Oriental languages, viz. Pushto, Persian, Sindi, Urdoo and elementary Arabic.

7. Founder of the Mosque, Perth, Western Australia 1904.

8. Representative of Camel Men at the Royal functions:-

(1) Coolgardie, W.A. March 1896.

(2) Perth and South Perth, July 1901.

(3) Perth, W.A. May 1927.

(4) Coronation Durbar, Special Royal Pavilion, Delhi, India 12th December 1911.

اس کتاب میں آپ کے مختلف اعلیٰ حکام، ایڈیٹرز وغیرہ کے نام لکھے گئے خطوط اور مضامین بھی یکجا کیے گئے ہیں۔ یہ خطوط اور مضامین آپ کی اسلامی غیرت، تبلیغ اسلام احمدیت، ہمدردی قوم اور غیر مسلموں سے روابط وغیرہ جیسے پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔مثال کے طور پر 1924ء میں اخبار The Western Mail نے اپنی ایک خبر میں بدنام زمانہ خود تراشیدہ محاورہ The mountain would not go to Mahomet... استعمال کیا تو آپ نے غیرت رسول ﷺ کے جذبے سے یکم جنوری 1925ء کو احتجاجًا ایڈیٹر کے نام خط میں لکھا:

"If they desire to use the phrase as a mere figure of speech, they should substitute the word "Jesus" for that of "Mahomet", because it was Jesus Christ who claimed to remove the mountain by the power of faith... (Matthew 21:21) Unfortunately, it is not recorded in the New Testament anywhere whether Jesus Christ or any of his followers ever performed that. ..."

ایسا دندان شکن جواب ملنے پر اخبار کے مینیجنگ ڈائریکٹر نے معذرت کرتے ہوئے لکھا:

"We must express our regret that the religious feelings of the Mohammedans have been injured."

موجودہ زمانے میں صداقت اسلام اور آنحضرت ﷺ کی قوت قدسیہ کی تازہ مثال حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔حضرت صوفی صاحب نے تبلیغ اسلام میں حضرت اقدسؑ کے دعاوی اور پیشگوئیوں کا جابجا چرچا کیا، کبھی خطوط کی شکل میں، کبھی اخباروں میں کالم کی شکل میں اور کبھی چھوٹے چھوٹے کتابچوں کی شکل میں غرضیکہ مختلف ذرائع سے آپ نے سلسلہ احمدیہ مسلمہ کی تبلیغ کی اور لوگوں کو اس سے روشناس کرایا۔ آپ آسٹریلیا میں جماعت احمدیہ کے آنریری مبلغ تھے۔حضرت اقدس علیہ السلام کی وفات کے چند ہفتوں بعد آپ نے اخبار میں Count Tolstoi کے عنوان سے ایک مضمون شائع کرایا جس میں جہاں روسی ریفارمر کونٹ ٹالسٹائی کا مختصر ذکر کیا وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لائے ہوئے انقلاب کا بھی تفصیلی ذکر کیا، آپ لکھتے ہیں:

"...in this age Count Tosltoi of Russian fame, and Mirza Ghulam Ahmad, Chief of Qadian (India), are a kind of double in several aspects. Both have revolutionised their respective countries and spheres by the forcible expression of their views." (The West Australian, Perth, Monday 21 September 1908 page 7)

1908ء میں آپ نے ایک مضمون موجودہ زمانے کے انقلابی تغیرات کے متعلق لکھا کہ قرآن کریم نے اس کے بارے میں پہلے سے ہی خبر دے دی تھی کہ قومیں آپس میں ملائی جائیں گی اور اونٹ بے کار ہوجائیں گے وغیرہ۔ اس مضمون کے آخر پر بھی آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر کیا ہے۔

1916ء میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ترکی کے متعلق پیشگوئی کا ذکر میلبورن کے اخبار Truth میں شائع کرایا۔ 1918ء میں آپ نے اخبار میں Oriental Languages سکھانے کا اشتہار شائع کرایا جس میں اپنا نام H. Mu-sakhan Ahmadi لکھا۔

1920ء میں آپ نے ایڈیلیڈ کے ایک کثیر الاشاعت اخبار میں گذشتہ انبیاء کی مثالوں کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایک کالم چھپوایا۔لکھا ہے:

"From "AHAMDI", — In all Divine books there is a clear criterion to distinguish between a true prophet and a false pretender. If the false prophets are allowed to prosper like the true ones, it will become difficult

for the people to distinguish an imposter from a true prophet or Messiah of God... This age also, in accordance with the prophesies of the world, has witnessed the advent of a great Messenger of God in India; and in his time also, as in the time of his great predecessors, there appeared many imposters whose miserable failure and dismal fate sealed the truth of the Indian Messiah. These imposters were not confined to India, but appeared in different countries, for the message of the Divine Messenger of the present age had reached all parts of the earth. This was Mirza Golam Ahmed of Qadian. He was born about 1838 and died in 1908. For 30 years he published hundreds of Divine revelations as received by him from God, and showed Divine signs. He claimed to be the Promised Messiah at a time which loudly called for a universal religious performer. In keeping with the usual ancient custom, his claim to this high office was responded to by bitter hostilities from all religious quarters; but he was undaunted, and set about his work fearlessly and successfully to the end. He has left behind him a large and zealous body of followers who are doing their best to carry to all corners of the earth the Divine light which he brought to this world." (The Register, Adelaide, SA, Wednesday Feb 11, 1920 page 8)

یہی اخبار آپ کے شائع کردہ ایک پمفلٹ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"From M. H. Musakhan, missionary of Islam- A pamphlet entitled "Crying Need of the Age Fulfilled", which describes the Ahmadia movement, and represents that "Ahmad, Chief of Qadian, India," is the Promised Messiah and Mahdi." (The Register, Adelaide, SA, Saturday, June 30, 1923 page 5)

اخبارات میں خطوط اور مضامین لکھنے کے علاوہ آپ نے Muslim Sunshine نام سے ایک دو ورقہ اخبار جاری کیا۔ اخبار الفضل لکھتا ہے: "حسن موسیٰ خان صاحب ایک دو ورقہ اخبار مسلم سن شائن اپنے ہاتھ سے لکھ کر شائع کرتے ہیں اور اخباروں اور بعض واقف کار لوگوں میں تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ عجیب محنت اور شوق ہے۔" (الفضل 5/فروری 1923ء صفحہ 2)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے امریکہ میں اپنے رسالے The Muslim Sunrise میں آپ کی تبلیغی کاوشوں کے متعلق لکھا:

"Our worthy missionary in Australia Mr. H. Musa Khan is doing his best to give the message of Islam in Ahmadia Movement to the people there... Mr. Khan is also helping the Moslems there in placing their Mosque on a sound legal position. Also he has started publishing a monthly handbill, entitled the "Moslem Sunshine" ..." (The Moslem Sunrise, Vol.1, No.3, January 1922 page 67 – 27 La Bella Ave. Highland Park, Mich. USA)

ایک اور شمارے میں لکھا:

"Mr. H. Musa Khan, Australia, has sent, to date, one hundred fifty-six communications to different papers in that country. As our readers already know, he names his articles, "Muslim Sunshine" and they find their way into different periodicals and papers in and out of Australia. His is the only labour of love we know of, for though infirm and weak, suffering from cold and asthama, without possessing any fixed home or habitation, earning his own living to keep body and soul together, yet at a great cost and expense to himself, he has been doing a yeoman's work in the cause of Islam. To understand his difficulties, it is sufficient

to record that his bedroom is his office and visiting room; his knees and his pillow his writing desk; and his bedstead his chair; yet in spite of this, this heroic soul carries on undauntedly his work of evangelization, and there is no place in Australia where he has not carried the message of Allah. May Allah bless him! (The Moslim Sunrise April & July 1923 page 197,198, edited by Dr. Mufti Mohammad Sadiq, 4448 Wabash Ave. Chicago, Il.)

نظارت دعوت و تبلیغ اپنی ایک رپورٹ میں لکھتی ہے: ”آسٹریلیا مشن۔مولوی حسن موسیٰ خان صاحب اس کے انچارج ہیں، باوجود پیرانہ سالی آپ جوانوں کی طرح کام کر رہے ہیں۔“ (الفضل 12/ جنوری 1926ء صفحہ 6)

اسی طرح ایک رپورٹ میں لکھا ہے:

”مولوی حسن موسیٰ صاحب باوجود پیرانہ سالی کے آنریری طور پر تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ ان کا صدر مقام جامع مسجد پرتھ ہے۔ یہاں زیادہ تر انفرادی طور پر یا بذریعہ اخبارات ہوتی ہے۔ ان کی اکثر تبلیغی رپورٹیں ہمارے پاس پہنچتی رہتی ہیں۔ وہ سلسلہ حقہ کا لوگوں کو پیغام پہنچانے کے لیے بڑی جدو جہد کر رہے ہیں ... کئی ایک رومن کیتھولک فرقہ کے پادریوں سے مولوی صاحب کی گفتگو ہوئی ہے، وہ وفات مسیحؑ اور ان کی قبر کے حالات سُن کر دنگ رہ گئے ہیں۔ وہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت قائم ہوچکی ہے اور پندرہ کس سلسلہ حقہ میں داخل ہوکر بیعت کر چکے ہیں۔مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے مولوی صاحب نے شاندار خدمات کی ہیں اور عام مسلمان بھی آپ کو اسلام کا خادم تسلیم کرتے ہیں۔“ (رپورٹ مجلس شوریٰ 1927ء صفحہ 36) غرضیکہ آپ بڑی ہمت اور جوان مردی سے تبلیغ اسلام احمدیت کا کام کرتے رہے۔ 1914ء میں Brisbane شہر میں مقیم ایک متعصب ملاں سید جلال شاہ نے اخبار The Brisbane Courier کے ذریعے اعلان کرا کے مسلمانوں کو احمدیوں سے دور رہنے اور اُن کو اپنی مسجد سے دور رکھنے کی تحریک کی اور دھمکی دی کہ جو ایسا نہیں کرے گا اُس کی مسلمان کمیونٹی کی ممبرشپ ختم کر دی جائے گی۔ لیکن اس کے باوجود مسلمان لوگ آپ کی نیک اور علمی حالت کو دیکھ کر آپ سے وابستہ رہے اور آپ بلا خوف احمدیت کی تبلیغ سرانجام دیتے رہے۔ 1928ء میں آپ نے آسٹریلیا میں جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی جس کی رپورٹ کرتے ہوئے آپ نے مرکز کو لکھا:

”سال 1928ء کا خاتمہ آسٹریلیا میں نہایت مبارک طور سے ہوا۔ 28 /دسمبر 1928ء کو پہلا احمدی جلسہ اس ملک میں ہوا جس میں علاوہ احمدیوں کے دوسرے مسلمان بھی شریک ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے دعاوی اور دیگر حالات سنانے کا اچھا موقعہ ملا۔ تبلیغ کی گئی جس کا خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اچھا اثر ہوا۔ یہ جلسہ احمدیت کے لیے اس ملک میں آئندہ جلسوں کے لیے سنگ بنیاد کے طور پر کام دے گا، ان شاء اللہ۔ ہر سال ایسے جلسے کر کے احمدیت کی تبلیغ سارے آسٹریلیا میں کی جائے گی۔“ (الفضل 25/ جنوری 1929ء صفحہ 1) اسی رپورٹ میں آپ نے فجی میں بھی تبلیغی خط و کتابت کرنے اور اس کے اچھے اثرات کا ذکر کیا ہے۔

حضرت محمد حسن موسیٰ خان صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابتدائی موصیان میں سے تھے، آپ کا وصیت نمبر 84 ہے۔ آپ نے 18 /اگست 1945ء کو 82 سال کی عمر میں Perth میں وفات پائی اور مغربی آسٹریلیا کے مشہور اور تاریخی قبرستان Karrakatta Cemetery میں مدفون ہوئے۔





صحت کے ستون

آپ کی صحت کی عالیشان عمارت جِن ستونوں پر کھڑی ہوئی ہے،ان پر آپ کوغور کرنا چاہیے۔میں اس سلسلے میں آپ کو چند ارشادات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتاتا ہوں۔ان پر آپ غور کیجیے۔

☆بلا شبہ اللہ پاک ہے اور صفائی ستھرائی رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔اللہ کریم ہے اور کریم کو دوست رکھتا ہے۔اللہ بخشش کرنے والے کو دوست رکھتا ہے۔پس پاک صاف رہا کرو اور پاک صاف رکھا کرو اپنے گھر والوں کو ،اپنے صحنوں اور اپنی دہلیزوں کو۔

☆مناسب ہے کہ معدے کے تین حصے کیے جائیں:ایک حصہ غذا کے لیے،ایک حصہ پانی کے لیے،اور ایک حصہ سانس کی آمد و رفت (میں سہولت) کے لیے۔

☆مسلمان اس وقت تک نہیں کھاتے جب تک انہیں بھوک نہ لگے اور جب کھاتے ہیں تو سیر ہو کر نہیں کھاتے۔

☆اپنے دسترخوان کو سبز چیزوں سے زینت دیا کرو۔

☆سیّال غذاؤں میں سب سے اچھی غذا دودھ ہے۔یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے۔

☆گوشت سب سالنوں کا سردار ہے۔گوشت میں کدو ڈال لیا کرو۔

☆پانی کے برتنوں کو ڈھک دیا کرو۔کھلے پانی میں بیماری اور بلائیں داخل ہو جاتی ہیں۔

☆رات کا کھانا کھاتے ہی فوراً نہیں سونا چاہیے۔

☆دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد تھوڑی سی نیند لینی چاہیے۔

☆جو شخص پیٹ بھرنے سے پہلے ہاتھ روک لے،اُس کی صحت اچھی رہتی ہے اور اس کا ذہن صحت مند رہتا ہے۔

☆صبح کو جلد اٹھنا چاہئے اور رات کو جلد سونا چاہیے۔

☆دین کی بنیاد پاکیزگی اور طہارت پر ہے۔

☆کمزور اور ناتواں مومن کے مقابلہ میں قوی اور توانا مومن اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے۔

صحت اور حفظِ صحت کے بارے میں کتاب و سنت میں بڑے واضح احکام موجود ہیں۔یہ چند ارشاداتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں،اگر آپ اِن پر خوب غور کر لیں اور ان پر بھر پور عمل کر لیں تو درحقیقت ان ہی پر آپ کی صحت کی عالی شان عمارت تعمیر ہوسکتی ہے اور یہ بھی غور کر لیجئے کہ ان پر عمل کے بغیر آپ ہر گز صحت مند نہیں رہ سکتے۔آج دنیا کے بڑے بڑے ماہرینِ صحت اور صحت کے عالمی ادارے جن اصول و ضوابط پر صحت کی بنیاد رکھتے ہیں،ان میں سے کوئی ایک بات بھی ایسی نہیں ہے،جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و ہدایات میں موجود نہ ہو،مسئلہ صرف یہ ہے کہ ہم کب ان پر غور و فکر کر کے عمل کرنا شروع کرتے ہیں۔

(صحت نامہ،حکیم محمد سعید،ہمدرد صحت اکتوبر 2019ء صفحہ 4 بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 16/جون 2020ء)

آنکھیں ہزار نعمت

(محمد ذکریا ورک۔ وان نارتھ ویسٹ)



پروردگار عالم نے بنی نوع انسان کو اتنی نعمتوں سے نوازا ہے کہ ان کا شمار ممکن نہیں۔ ان نعمتوں میں سے ایک اہم اور قیمتی نعمت دو آنکھیں ہیں۔ آنکھیں انسان کو کائنات کی رنگینیوں اور اس کی بوقلمونیوں کا مشاہدہ کراتی ہیں۔ اسی نعمت کے ذریعہ وہ خدا کے جلووں کو اس کائنات کے مختلف مظاہر میں دیکھتا ہے۔ اگرچہ خدا کو براہ راست ان آنکھوں سے نہیں دیکھ پاتا مگر جب خدا کی قدرت کے نظاروں کو مخلوقات کے گوناگوں رنگوں میں دیکھتا ہے تو ہر جگہ قدرت کے جلوے دیکھتا ہے۔

کہنے کو تو یہ قنچے کے برابر دو آنکھیں ہمارے چہرے کی ہڈیوں کے دو طاق نما کاسہ چشم میں بڑے سلیقے سے آویزاں ہیں مگر اس کی ساخت پر باریکی سے غور کریں تو اس کی بناوٹ، سجاوٹ میں کئی حکمتیں پوشیدہ نظر آتی ہیں۔ کسی نے آنکھوں کو دماغ کی کھڑکی کہا ہے اور کچھ نے ان کو روح کا دروازہ (window to your soul) کہا ہے۔ در حقیقت ہماری آنکھ محض آلۂ بصارت ہی نہیں بلکہ ان آنکھوں کی حرکات وسکنات سے کسی بھی شخصیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ شاعر نے کہا ہے

آنکھ ملے جب آنکھ سے آنکھیں کریں کمال
آنکھ ہی من کی بات کو لاتی ڈھونڈ نکال

روزمرہ زندگی میں جب ہم کسی سے گفتگو کرتے ہیں تو ایک دوسرے کی نظریں ملتی رہتی ہیں اور حساس نظریں مطالب کو خوب سمجھ جاتی ہیں۔ دراصل آنکھیں دل کا آئینہ ہوتی ہیں جو کچھ دل میں ہوتا ہے وہ آنکھوں سے ظاہر ہوجاتا ہے۔ آنکھوں کے ذریعہ بہت سارے انسانی تأثرات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ انسان کی اندرونی کیفیات خوشی، پشیمانی، گزارش، درد انسان کی آنکھوں سے جھلکتا ہے۔

حال کہہ دیتے ہیں نازک سے اشارے اکثر
کتنی خاموش نگاہوں کی زباں ہوتی ہے

آپ کسی سیمینار یا کلاس میں پروفیسر کا لیکچر سن رہے ہوں، سوال و جواب کا سلسلہ ہو یا پھر کسی محفل میں کئی لوگوں کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف ہوں تو اس کی آنکھوں کی حرکات پر غور کریں۔ بہت سی باتیں زبان سے ادا ہوئے بغیر سمجھ میں آجاتی ہیں۔ شاعر حضرات آنکھوں کی خوبصورتی، ان کی کشش کو اپنی شاعری میں استعمال کر کے اپنے نام کو چار چاند لگا لیتے ہیں۔ کبھی آنکھیں جھیل میں کنول، کبھی ساغر، کبھی شمع، کبھی نیل گگن اور نہ معلوم کتنے استعارات صرف آنکھوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ آنکھوں کے تعلق میں چند ایک محاورے قابل غور ہیں: بسر و چشم، نور چشم، آنکھوں پر پلکوں کا بوجھ نہیں ہوتا، سر آنکھوں پر بجالانا، آنکھوں کا جل چرانا، سر آنکھوں کے بل چل کر آنا، آنکھوں میں دھول ڈالنا، آنکھیں لال پیلی کرنا، آنکھیں چار ہونا، آنکھیں ٹھنڈی کرنا، آنکھیں پتھرا جانا، آنکھیں ترس جانا۔

آنکھوں کی جلوہ سامانیاں

ہماری جسمانی حرکات اکثر مطالب بیان کرتی ہیں جن میں آنکھ کا حیران کن مخصوص کردار ہے۔ کیونکہ آنکھیں دیکھنے کے ساتھ ساتھ غیر معمولی پیغامات و اشارات ارسال کرتی جاتی ہیں اور یہ اشارے کنائے سے مطلب سمجھ جانے والے قرینے سے منشا معلوم کر لیتی ہیں۔

اوپر کی طرف نگاہ:

بات کرتے کرتے جب کوئی انسان اوپر دیکھنے لگتا ہے تو سوچ رہا ہوتا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ خیالوں میں کھو گیا ہے۔ اگر وہ مخاطب ہوتے ہوئے لمحہ بھر کو آنکھیں

اوپر گھمالیتا ہے تو وہ کسی مخصوص لفظ کو تلاش کر رہا ہوتا ہے۔ اگر اوپر دیکھتے ہوئے اس کی نگاہیں اوپر میں بائیں طرف گھومتی ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ وہ اپنی یادداشت پر زور دے رہا ہے اور اگر اوپر میں دائیں طرف آنکھ گھماتا ہے تو یہ تخیلاتی تصویر کشی میں محو ہے۔ کبھی کبھار یہ سمت اور نتیجے برعکس بھی ہو سکتے ہیں اور اکثر و بیشتر اوپر دیکھنے کا مطلب ماحول دیکھ کر دل چسپ خیال لانا ہوتا ہے۔

نیچے کی طرف نگاہ:

نگاہیں نیچی کرنا یا رکھنا عاجزی، انکساری، شرمندگی، گزارش، خود سپردگی اور بے کسی کا اظہار کرتی ہیں۔ نگاہیں نیچی کرتے ہوئے دائیں طرف آنکھ گھمانا اندرونی جذبات پر غور ظاہر کرتا ہے۔ اکثر نیچی نگاہیں کرنا خود کو قصوروار اور نادم ظاہر کرتا ہے۔ اگر نیچے دیکھتے ہوئے بائیں طرف آنکھ گھمائی جائے تو اس کا مطلب خود سے ہم کلامی ہے۔ خاص طور پر اگر وہ اس دوران بڑبڑاتا جاتا بھی ہے۔ بعض تہذیبوں میں آنکھ ڈال کر بات کرنا طیش، غیض اور اپنے آپ کو مدمقابل کے سامنے برتر دکھانا ہے اور یہ انداز گستاخانہ مانا جاتا ہے۔ ہاں بات کرتے کرتے نیچے دیکھنا احترام ظاہر کرتا ہے۔ جبکہ بعض تہذیبوں میں اس کے برعکس نظر سے نظر ملا کر بات کرنا خود اعتمادی کا عکاس سمجھا جاتا ہے۔

دائیں بائیں دیکھنا:

ہمارے بصری نظام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ہمارا میدان بصر مسطح ہے۔ اس لیے ادھر ادھر نظر گھمانا سامنے کی شے نظر انداز کرنا ہے اور اپنی دلچسپی دوسری جانب شے پر ظاہر کرتا ہے۔ بعض دفعہ یہ جھنجھلاہٹ کی پہچان ہوتا ہے جو اکثر تنقید پسند نہ آنے پر دیکھا جاسکتا ہے۔ اچانک بائیں بازو دیکھنے کا مطلب کسی آواز کو سننے کی کوشش ہوتا ہے اور دائیں جانب نگاہ لے جانے کا مطلب تصور میں آواز پہچاننے کی کوشش ہوتی ہے۔ بعض اوقات دائیں بائیں آنکھ گھمانا جھوٹ کا آئینہ دار ہوتا ہے اور اپنی چوری پکڑے جانے کی وجہ سے راہ فرار اختیار کرنا ظاہر ہوتا ہے۔

دائیں بائیں حرکات:

معنی خیز انداز میں دائیں اور بائیں دیکھنا کسی سازش یا سازشی منصوبہ کو دکھاتا ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ وہ ادھر ادھر دیکھ کر اطمینان کرنا چاہتا ہے کہ کوئی دوسرا دیکھ یا سن تو نہیں رہا ہے۔

ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا: کسی چیز کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا اس شے میں غیر معمولی دلچسپی ظاہر کرتا ہے۔ خواہ وہ کوئی تصویر ہو، مجسمہ ہو یا ٹیلی ویژن پر کوئی پروگرام دیکھا جارہا ہو۔ جب کوئی دوسرا اس طرح دیکھتے وقت اس کی آنکھوں کو دیکھتا ہے تو وہ بھی اس چیز کو غیر ارادی طور پر دیکھنا شروع کر دیتا ہے۔ جب ہم کپڑوں یا جوتوں کی شاپنگ کے لیے جاتے ہیں تو بعض چیزوں کو دیکھ کر ہماری نظریں خیرہ ہو جاتی ہیں۔ دوکاندار ہماری نظروں کو پہچاننے میں مہارت رکھتا ہے اور ہماری پسند کو آنکھوں سے تاڑ لیتا ہے۔ کسی شخص کو اوپر سے نیچے تک دیکھنا تاڑنا کہلاتا ہے، بار بار اس طرح دیکھنا ہتک عزت سمجھا جاتا ہے۔ مدمقابل پر بار بار نگاہ ڈالنا بھی معیوب سمجھا جاتا ہے خصوصاً اگر صنف نازک کی طرف نگاہ ڈالی جارہی ہو بلکہ اس کا شمار شہوت پرستی میں ہوتا ہے۔

سرسری نظر ڈالنا:

جب کسی چیز میں دلچسپی نہ ہو یا دل اس طرف مائل نہ ہو جیسے دروازے کی طرف نگاہ کرنا یعنی بیزاری ظاہر کرنا۔

آنکھوں کا ربط:

دو افراد کے درمیان آنکھوں کا ربط ترسیل کا بے حد پختہ عمل ہے جو باہمی دلچسپی، محبت، الفت اور تسلط ظاہر کرتا ہے۔ جیسے شاعر کہتا ہے:

جانے کس آنکھ میں پہچان چھپی ہو میری
آنکھ سے آنکھ ملاتے ہوئے ڈر لگتا ہے

نظر کا ملنا: کسی شخص کی طرف نگاہ کرنا اس بات کو تسلیم کرنا ہے کہ پہلا شخص سامنے والے انسان میں دلچسپی رکھتا ہے خاص طور پر اگر آنکھ سے آنکھ ٹکراتی ہے۔ جب کوئی شخص بات کہہ رہا ہے اور سامنے والے کی نگاہ اور خیال کہیں اور ہے تو وہ جب مخاطب ہوتا ہے تو مطلب یہ ہے کہ اس نے متوجہ کیا ہے اور نظر التفات حاصل کیا ہے۔

عشق کرنے کے بھی کچھ آداب ہوا کرتے ہیں
جاگتی آنکھوں میں بھی کچھ خواب ہوا کرتے ہیں

نظر انداز:

دوران گفتگو مخاطب کے ساتھ تادیر آنکھوں کا ربط غیر معقول اور نامناسب سمجھا جاتا ہے اس لیے گاہے بگاہے نظر ہٹتی رہتی ہے اور دوبارہ ملتی رہتی ہے۔ لیکن بسا اوقات جب کوئی انسان کسی کی بات سن رہا ہو اور اس کی طرف توجہ خاص ہو، تو دیر تک آنکھوں کا ربط قائم ہوتا ہے اور اگر ایسا نہیں تو نظر اندازی سمجھی جائے گی۔

محدود نظر ملانا:

جب کوئی شخص اپنی آنکھیں کم ملا رہا ہو تو یا تو وہ خود کو محفوظ نہیں پاتا یا دروغ گوئی کا مرتکب ہو رہا ہے تاکہ اسے لوگ پہچان نہ لیں۔

نظروں سے قائل کرنا: اپنی بات کے لیے قائل کرنے کا کام بھی آنکھیں بڑی آسانی سے

کرتی ہیں۔ اس کے لیے پہلا کام تو یہ ہے کہ آنکھ سے آنکھ کا ربط ہو اور یہ دیر تک جاری رکھا جائے۔ جیسے معصوم بچے اپنی ماں سے فرمائش کر کے بات منوا لیتے ہیں۔ ہر ماں کے لیے اس کا بچہ دنیا کا خوبصورت ترین بچہ ہوتا ہے اور ہر بچے کے لیے اس کی ماں دنیا کی خوبصورت ترین عورت ہوا کرتی ہے اسی لیے تو کہتے ہیں

Beauty is in the eye of the beholder

گھورنا: کسی شخص یا کسی چیز میں غیر معمولی دلچسپی کا اظہار کرنا گھورنا کہلاتا ہے۔ دیر تک گھورتے رہنا جارحانہ، چاہت، پیار و محبت کے علاوہ فریب بھی ہوسکتا ہے۔ گھورنا معیوب گردانا جاتا ہے۔ گھورتے وقت عام طور پر آنکھیں بڑی ہو جاتیں اور جھپکتی کم ہی ہیں۔ اگر کوئی شخص دوسرے کو گھور رہا ہوتا ہے تو دوسرا شخص عموماً جھینپ جاتا ہے اور منہ موڑ کر دوسری طرف دیکھنے لگتا ہے۔

نظروں کا تعاقب: آنکھیں قدرتی طور پر حرکت کا تعاقب کرتی ہیں۔ کسی بھی پر کشش چیز میں نظر ٹک جاتی ہے۔ اور آنکھیں حرکت کا پیچھا کرتی رہتی ہیں خاص طور پر جب کوئی چیز خریدنی ہو تو فروخت کرنے والا استعمال کے طریقے بتا رہا ہوتا ہے تو نظریں تعاقب کرتی ہیں۔

آنکھوں کا جھپکنا: آنکھوں کا جھپکنا قدرتی عمل ہے جس میں آنکھ کے پپوٹوں کے ذریعہ آنکھ میں بننے والے آنسو آنکھ کے لینز (شیشے) کو صاف کرتے رہتے ہیں۔ ایک منٹ میں آنکھیں 15 سے 20 مرتبہ جھپکتی ہیں لیکن جب انسان فکر مند ہو اور کسی قسم کے تناؤ کا شکار ہو تو جھپکنا بڑھ جاتا ہے۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ دروغ گو اپنے جھوٹ کو چھپانے میں آنکھیں بار بار جھپکتا ہے۔ اگر کوئی مخصوص جھپکن کے بعد آنکھیں کھولتا ہے تو اس کے معنی ہیں کہ جو وہ دیکھ رہا ہے اس پر اس کو یقین نہیں آرہا۔ تیز تیز اور بار بار جھپکنے کے معنی غرور، تکبر اور خود پسندی ظاہر کرتا ہے۔

کنکھی مارنا: ایک آنکھ بند کر کے اشارہ کرنا کسی سازش کی نشان دہی کرتا ہے۔ (یعنی تم اور ہم سمجھتے ہیں جب کہ دوسرے نہیں جانتے) آنکھ مارنا تبریک بھی ہوسکتا ہے ہاں اس کے ساتھ اگر ہاتھ کا اشارہ بھی ہو۔

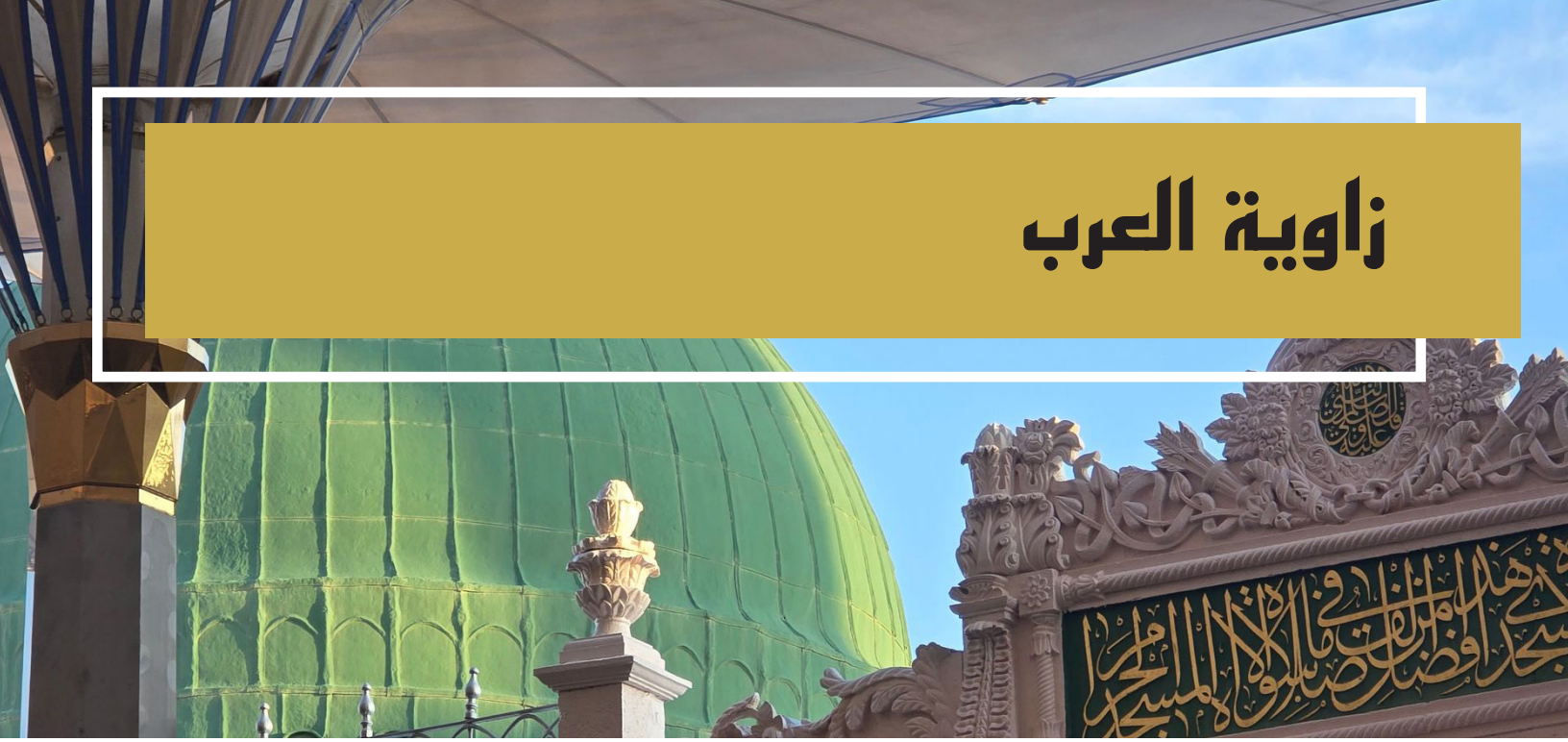
آنکھیں بند کرنا: آنکھوں کو بند کرنا یعنی دنیا سے بے خبر یعنی میرے سامنے جو ہے اسے میں نہیں دیکھنا چاہتا۔ مفکر اور فلسفی اکثر آنکھیں بند کر کے سوچتے ہیں اور کبھی کبھی بات کرتے کرتے آنکھیں بھی بند کر لیتے ہیں۔

غمگین آنکھیں: عموماً آنسو کی وجہ سے قدرتی طور پر آنکھیں نم ہوتی ہیں لیکن بھیگی آنکھیں ضبط کردہ آنسو، گھبراہٹ، بے چینی، خوف و حراس یا غمگین ماحول ظاہر کرتا ہے۔ بعض اوقات تھکاوٹ کی وجہ سے بھی آنکھیں نم رہتی ہیں۔ ماحصل یہ کہ آنکھیں دل کا آئینہ ہوتی ہیں جو کچھ دل میں ہوتا ہے وہ آنکھوں سے ظاہر و باہر ہو جاتا ہے۔ آنکھوں کو دیکھ کر انسانی تاثرات کا بہت کچھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

اس مختصر مضمون کو ہم ایک دل چسپ نظم پر ختم کرتے ہیں۔

آنکھیں

گلاب آنکھیں شراب آنکھیں
یہی تو ہیں لا جواب آنکھیں
انہی میں الفت انہی میں نفرت
ثواب آنکھیں عذاب آنکھیں
کبھی نظر میں بلا کی شوخی
کبھی سراپا حجاب آنکھیں
کبھی چھپاتی ہیں راز دل کے
کبھی ہیں دل کی کتاب آنکھیں
کسی نے دیکھیں تو جھیل جیسی
کسی نے پائیں سراب آنکھیں
وہ آئے تو لوگ مجھ سے بولے
حضور آنکھیں، جناب آنکھیں
عجیب تھا گفتگو کا عالم
سوال کوئی جواب آنکھیں
یہ مست مست بے مثال آنکھیں
مصوری کا کمال آنکھیں
شراب رب نے حرام کر دی
مگر کیوں رکھیں حلال آنکھیں
ہزاروں ان پر قتل ہوئے ہیں
خدا کے بندے سنبھال آنکھیں



زاوية العرب



آية قرآنية "تبين معيار طاعة الله"

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَا اَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا (النساء:18)

تعليق:

-اخبرنا الله تعالى في القرآن عن مبادئ الطاعة التي على العبد ان يتحلى بها، ولخصها في فكرة عامة، وهو " لو اردتم ان تطيعوني حق الطاعة فعليكم بطاعة الرسول محمد الذي ارسلته لكم هداية ورحمة"

- بين الله تعالى من خلال الآية السابقة المبدا وطريقة العمل الناجحة للوصول لطاعة الله، فعليكم ان تفهموا ان طاعة الرسول هي طاعة الله، لذا عليكم بالعمل وفقا لمنهج الرسول في كل تعاملاتكم وعباداتكم.

- كيف يمكن طاعة الله تعالى، اذ انه تعالى لا ينزل الى الناس ليؤتيهم تعليماته؟

الجواب: لا شك انه لا ينزل الى الناس، ولكنه يبعث رسله، ومن خلالهم يصدر احكامه للناس، كما قال تعالى: {لا تُدْرِكُهُ الأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الأَبْصَارَ} (الأنعام:104) .. اي ان العقول لا تقدر على الوصول اليه، بل هو يصل بنفسه اليها من خلال طرق شتى. فاذا ما قام مدّع بين الناس، فاما ان يكون كذّابًا لم يُنْزِل الله عليه وحيًا ولا شرعًا، واما ان يكون صادقًا، فاذا كان صادقًا، وقد نزل عليه الوحي والشرع، فمَن كفر به فلا يمكن ان يكون مطيعًا الله تعالى.

فالذين يؤمنون برسوله هم المطيعون لأحكام الله تعالى، واما الذين يكفرون به فهم المعرضون عن صراطه المستقيم. وحيث ان الله تعالى قد انزل هذيه للناس على محمد ﷺ -، فلن يُعَدّ الآن مطيعًا الله تعالى الا مَن يتّبعه. وهذا ما بيّنه الله تعالى في قوله {وَاَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولاً وَكَفَى بِاللّٰهِ شَهِيدًا * مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ} (النساء: 80-81) .. اي: يا محمد، قد انزلْنا على يدك اسباب الهدى للناس، فمن اراد الآن ان يطيع الله تعالى، فعليه ان يطيعك؛ لأن في طاعتك،

طاعة لله.

وقد اعلن الله تعالى ذلك في قوله: {قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ * قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ} (آل عمران:23 - 33) .. اي: يا محمد، اعلن بين الناس بأنكم اذا كنتم تحبّون الله وتريدون ان يحبّكم، فانما سبيله ان تتّبعوا احكامه التي انزلها على يدي وان تطيعوني، فسوف يحببْكم الله متغاضيًا عن ضعفكم وتقصيراتكم، وسوف يتجلى عليكم بتجليه، ويستركم بفضله.

وقوله تعالى: {قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ} يعني: ايها الناس، اطيعوا الله مِن خلال طاعة الرسول، لأنه يأتيكم بأحكام الله تعالى، فمَن آمنَ به فقد اطاع الله. ومِن هنا لزم على المرء ان يطيع احكام الله تعالى وفقًا لتفاصيلها التي بيّنها محمد ﷺ، والا فلا يمكن ان تسمّى مطيعًا لله تعالى. فالحق ان الذي يتّبع ما انزله الله في وحيه من احكام وشرائع، هو الذي يستحق ان يدّعي طاعة الله، وهو الذي يمكن ان يشترك معه الانسان في عبادة الله. اما منكر الاسلام؛ فلأنه لا يعمل بتعاليم الرسول ﷺ، فلا يمكن ان يطيع الله تعالى حقًا، وبالتالي فمن اطاعه في الأمور الروحانية واشترك معه في عبادة الله تعالى فقد خالفَ مشيئة الله.



حديث شريف "من أطاع النبي دخل الجنة"

حَدَّثَنَا يُونُسُ وَسُرَيْجٌ قَالَا: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ أَبَى. قَالُوا: وَمَنْ يَأْبَى يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى." (مسند احمد، كتاب باقي مسند المكثرين)

تعليق:

- الجنّة من بركات وثمار الايمان برسول الله ﷺ واتّباعه.

- في هذا الحَديثِ يُخبِرُ النَّبيُّ ﷺ بأنَّ أُمَّتَه سَتَدخُلُ الجَنَّةَ يومَ القيامةِ، إلَّا مَن عَصاه ولم يَمتَثِلْ أمرَه.

فطاعةُ النَّبيِّ ﷺ تُوجِبُ الجَنَّةَ، ومَعصيتُه تُوجِبُ النَّارَ.

- بعض الناس يصدّقون بالحق اولاً، ثم يغيّرون موقفهم مرة بعد اخرى، ومثل هؤلاء ايضًا لا تكون طاعتهم طاعة لله ولا عبادتهم عبادة حقيقية بحسب مبادئ الاسلام، اذ لا ايمان لهم في الواقع، اذ لو كان عندهم ايمان لما غيّروا موقفهم في كل مرة. قال الله تعالى في مثل هؤلاء: {وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِنْهُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَمَا أُولَئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ} (النور:48).. اي ان بعض الناس يقولون آمنا بالله وبالرسول وصدّقنا بالحق، ثم يغيّرون موقفهم دائما، فاعلموا انهم ليسوا من زمرة المؤمنين الصادقين.

فالمؤمن الحق يظل مخلصا في العبادة ومداوم عليها ويؤديها عن قناعة تامة.

- من اطاع في بعض الأمر، فلم يُطِعْ حقيقةً. والمراد من الطاعة في بعض الأمر ان يطيع المرء فيما يتفق مع رغبته، ويرفض الطاعة فيما لا يرغب فيه. والذي يطيع في بعض الأمر، فانه لا يبتغي رضا الله، بل يتبع رضا نفسه؛ مما يدل بوضوح على انه ليس مستعدًّا لطاعة

الله طاعة كاملة، وانما يريد طاعة نفسه فقط. ويخبر الله تعالى عن الكافرين بأنهم يقولون انهم سيؤمنون ببعض، اي انهم يريدون ان يطيعوا فيما يتفق مع رغباتهم وطبائعهم.

باختصار، ان الذين يطيعون الله تعالى فيما يتفق مع اهوائهم لا يسمَّوْن مطيعين الله تعالى



من كلام الإمام عليه السلام "حقيقة المسلم"

لقد جعل الله تعالى سبيلا وحيدا للحصول على السعادة العظمى، الا وهو طاعة رسول الله ﷺ، كما صرح الله ذلك في قوله تعالى: "قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ" (آل عمران: ٢٣). هذا لا ان تعبدوا الله تقليدا فحسب. لو كانت هذه هي حقيقة الدين، فما قيمة الصلاة وما قيمة الصيام. ما قيمة ان يعمل المرء شيئا ويمتنع عن شيء كما يحلو له؟ هذا ليس معنى الاسلام. انما الاسلام ان يقدّم المرء عنقه كالكبش للذبح، كما قال رسول الله ﷺ: "إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ" (الأنعام: ٣٦١)، وقال: "أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ" (الأنعام: ٤٦١)، اي انا اول مَن يقدّم رقبته للذبح. وفخرُ مثل هذا الاسلام كان من نصيب رسول الله ﷺ وحده، ولم يكن من نصيب ابراهيم او غيره من الأنبياء. واليه قد اشار رسول الله ﷺ في قوله: "كنتُ نبيًّا وآدم بين الماء والطين". فمع ان النبي ﷺ جاء بعد الأنبياء كلهم، الا انه لم يخرج نداء "إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ" من فم احد سوى رسول الله ﷺ.

- انظروا الى اوضاع العالم اليوم! لقد اثبت نبينا ﷺ بعمَله ان حياته ومماته وكل ما له كان لله تعالى، ولكن عندما يقال لأحد من المسلمين اليوم هل انت مسلم؟ يقول: الحمد لله انا مسلم. ولكن كان مبدا حياة النبي ﷺ – الذي ينطق بشهادته هذا المسلم- ان يعيش الله تعالى، اما هذا المسلم فيعيش من اجل الدنيا، ويموت من اجل الدنيا ايضا، وتظل الدنيا وحدها مقصودَه ومحبوبَه ومطلوبَه ما لم يغرغر، فكيف يحق له -والحال هذه- ان يدّعي باتّباع رسول الله ﷺ. هذا الأمر جدير بالتفكير والتأمل بجديّة كبيرة، فلا تعُدُّوه امرًا عاديا. فأن يكون المرء مسلما ليس بأمر سهل. فلا تطمئنوا ما لم تتأسوا بأسوة النبي ﷺ في الطاعة والاسلام. فان كنتم تسمّون انفسكم مسلمين من دون اتّباع خطوات النبي ﷺ، فليس في ايديكم الا القشر دون اللبّ، والعاقل لا يفرح بالاسم والقشر فحسب. ورد ان احد المسلمين قال ليهودي: أَسْلِم. فرد عليه اليهودي لماذا تفرح بالاسم فقط، فقد كنتُ سميتُ ابني خالدًا، ولكني دفنته قبل حلول المساء! فعليكم بتحري الحقيقة، ولا ترضوا بالأسماء فحسب. من المخجل جدا ان ينتمي المرء الى امة ذلك النبي العظيم ﷺ ثم يعيش عيشة الكفار. عليكم ان تُقدموا في حياتكم نموذجًا كنموذج محمد رسول الله ﷺ، واقتدوا بقدوته، وان لم تتبعوه فاعلموا انكم تتبعون الطاغوت.

(ملفوظات، مجلد 2، ص 70-71)



في رحاب التفسير

(من التفسير الكبير لحضرة الحاج مرزا بشير الدين محمود احمدؓ، الخليفة الثاني للمسيح الموعود عليه السلام)

وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا (النصر:4)

التفسير:

اما سورة محمد، فقد سبق فيها آيةَ الاستغفار قولُ الله تعالى {فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلا السَّاعَةَ اَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ اَشْرَاطُهَا فَأَنَّى لَهُمْ إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ} (محمد:19). ان موضوع سورة محمد كله يدور حول هلاك اعداء الاسلام، حيث اخبر الله تعالى انهم سيُهزمون على ايدي المسلمين وسينتصر الاسلام، ثم قال الله تعالى {فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً} .. اي ان اعداء الاسلام انما ينتظرون تلك الساعة التي تفصل بين الصادق والكاذب من الفريقين، اما قبلها فلا يحاولون التدبر في براهين صدق الاسلام. لقد ظنوا انهم سيؤمنون اذا انكشف الأمر جليًا. فليعلمْ هؤلاء ان ساعة فتح مكة ستأتي بغتةً، غير ان علاماتها قد ظهرت بلا شك، فما الذي ينفعهم ايمانهم بعد حلول تلك الساعة؟ وبعد بيان هذا الموضوع، يقول الله تعالى لنبيه ﷺ: فاعلمْ ان الله القادر واحدٌ احدٌ، وباشارته يتحرك كل شيء في الكون، واذا جاءت تلك الساعة ستنزل ملائكة الله وتستميل قلوب الناس اليكم، وتمهّد لهم طريق الدخول في الاسلام، فعليك ان تستغفر في ذلك الوقت، ليس لنفسك فقط، بل للمؤمنين والمؤمنات، فان الله تعالى خبير بأحوالكم.

وهنا ايضًا تجد انه قد سبق هذه الآيةَ موضوعُ هلاك اعداء الاسلام، ثم بشّر الله تعالى بانتصار المسلمين، ثم امر رسوله ﷺ بالاستغفار.

والآية الثالثة التي ورد فيها لفظ الذنب بحق الرسول ﷺ واخبره الله انه قد ستره هي اوائل آيات سورة الفتح، حيث قال الله تعالى: {إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا * لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا * وَيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيزًا}. اي: ايها النبي، سنكتب لك فتحًا واضحا يدرك به الجميعُ ان دين الاسلام حقّ، وانكم على الصراط المستقيم. ثم قال الله تعالى: {لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ} .. اي ان من نتائج هذا الفتح ان الذين قد آمنوا بك قبل الفتح ستتم تربيتهم ويتطهرون من نقائصهم، ويُسَدّ اي خلل بقي في تربيتهم بسبب ضعفك البشري، اما الذين يدخلون بعد الفتح في الاسلام فلو حصل في تربيتهم نقص نتيجة ضعفك البشري فأيضا يتداركه الله تعالى ويتم نعمته عليك بسبب ادعيتك .. اي سيقيم بين المسلمين دائما أُناسًا يقومون بمهمة اصلاح الأمة، ويصلحون مفاسدهم ليظلوا سائرين على الصراط المستقيم، كما ان الله تعالى سيقيم حكم المسلمين في الدنيا ويهديهم الى طريق الفلاح والازدهار، فلا يزالون يحظون بنعم الله تعالى، وسينصرك الله نصرا لن يبقى بعده مانع ولا معارض.

وهنا ايضا ترى ان الله تعالى قد ذكر اولاً الفتح والنصر، ثم اردفه ببشرى هلاك الأعداء، ثم وعد رسوله ﷺ بمغفرة ذنبه.

بعد التدبر في هذه الآيات ينشأ سؤال تلقائيا: ما هو الشيء الذي هو ذو علاقة بانتصار الرسول ﷺ وهزيمة اعدائه، وأُمِرَ بالاستغفار له وأُخبِرَ انه قد غفره له؟

فاعلم ان النبي انسان على كل حال، ومهما اتسع نطاق اعمال الانسان فهي محدودة في كل حال. فالأستاذ مثلا، مهما كان عبقريًا، يستطيع ان يعلّم في وقت واحد 30او 40 حتى 100 طالب او اكثر قليلا، ولكنه لن يقدر على تعليم 1000 او 2000 طالب. والرسول ﷺ ايضا معلّم، وقد قال الله تعالى عنه ﷺ: {يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ} (آل عمران:165)، وهو لا يقدر الا على تعليم قدر محدود من الطلاب، فمتى

يستطيع الانسان ان يعلّم ملايين البشر، ثم يحفّظهم دروسهم ايضا، بل لا بد ان يحدث نقص في تعليمهم، فبعضهم يدرسون جيدا، وبعضهم يظلّ تعليمهم ناقصا، وبعضهم يظلون جهلاء كما كانوا من قبل. فلما بشّر الله رسوله ﷺ بفتح مكة وغيرها من الفتوحات ودخولِ الناس بعدها في الاسلام افواجًا، اصاب قلبَه الطيب قلق شديد بأنه كان قادرًا على تعليم اتباعه القلائل القرآن، ولكن كيف سيعلم هؤلاء البالغين مئات الآلاف؟ فما هو علاج هذا التقصير الذي سيقع بسبب الضعف البشري في تعليمهم؟ فطمأنَه الله تعالى بأنه مما لا شك فيه ان هذا الفتح سيعقبه اسلام الناس افواجًا، وسيأتون معهم بنقائصهم وعيوبهم، ولا شك انهم لا يستطيعون ان يتعلموا كلهم على يدك، ولكن هذا النقص يمكن ان تتلافاه بأن تدعو الله تعالى قائلا: رب، انني لا اقدر على تعليم كل هؤلاء الجموع الغفيرة، فاني بشرٌ، فاسترْ ضعفي، وعلِّمهم من عندك، وزَكِّهم بنفسك. فقوله تعالى {واستَغْفِرْ لِذَنْبِكَ} تنبيه رباني لرسوله ﷺ الى ان يتوسل الى الله تعالى لأن يتولى تعليم وتربية هؤلاء الذين يدخلون في دين الله افواجا، ويحميه من مغبّة التقصير في تعليمهم، ويسد هذا الخلل برحمته.

والواضح ان عدم قدرته ﷺ على تعليم هذه الأفواج من المسلمين الجدد في وقت واحد ليس اثمًا، بل هو نتيجة ضعفه البشري، ومن اجل ذلك استخدم الله تعالى لفظ "الذنب"، بدلاً من الجُناح او الاثم او الجرم، لأن الاثم معناه ان يعصي المرء امْر الله تعالى مع قدرته على العمل به. اما اذا لم يقدر على شيء لأن الله تعالى لم يعطه القدرة عليه، فهذا ليس اثما، وانما يسمى ضعفا بشريا. فمرض المرء مثلاً ليس اثما، بل هو ضعف ناتج عن بشريته. فعدم قدرة النبي ﷺ على تعليم وتزكية هذا الكم الهائل من المسلمين الجدد لم يكن اثما، اذ لم يمنحه الله القدرة على ذلك، وكان امرًا فوق طاقته، ولذلك امره الله تعالى بالدعاء لسدّ النقص الحاصل في تعليمهم.

اذن، فكل الآيات التي ورد فيها كلمة {واستَغْفِرْ لِذَنْبِكَ} لا تشير الى اي اثم للرسول ﷺ، وانما علّمه الله تعالى بذلك سبيلَ الاتقاء من نتائج ضعفه البشري، حيث اخبره ان الأعباء التي ستُلقى عليه تفوق طاقته، فعليه ان يدعو الله تعالى ان يعينه على حملها ويسدّ اي خلل حاصل.-يتبع-

معلومة عن بعض الأسماك

هل تعلم ان بعض الأسماك التى تعيش فى اعماق البحار والمحيطات هى عمياء لا ترى؟

نعم، هذه حقيقة مذهلة! في "منطقة الظلام الدامس" بأعماق المحيطات (حيث لا تصل اشعة الشمس ابداً)، تكيفت بعض الأسماك والكائنات الأخرى عبر ملايين السنين وفقدت حاسة البصر تماماً، اما بضمور عيونها او اختفائها لعدم الحاجة اليها





نصائح من سيدنا أمير المؤمنين

أيده الله بنصره العزيز للصبر وشكر الله

" عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ لَا يَشْكُرِ النَّاسَ لَا يَشْكُرِ اللّٰهَ".(الترمذي، ابواب البر والصلة).

ان شكر الله تعالى امرٌ اساسي، واضافة الى ذلك اكد النبي ﷺ على شكر العباد ايضا بشكل خاص. واذا سادت المجتمع هذه المشاعر والأفكار المتعلقة بالشكر، فانه سيقدم مشهدًا جميلًا ورائعًا، وهذا هو المجتمع الاسلامي الحقيقي الذي كان النبي ﷺ يريد ان يُنشئه.

ولقد ورد في رواية عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ: "مَنْ لَمْ يَشْكُرِ الْقَلِيلَ، لَمْ يَشْكُرِ الْكَثِيرَ، وَمَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ، لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ. التَّحَدُّثُ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ شُكْرٌ، وَتَرْكُهَا كُفْرٌ، وَالْجَمَاعَةُ رَحْمَةٌ، وَالْفُرْقَةُ عَذَابٌ." (مسند احمد بن حنبل)

فكونوا مع الجماعة، وكونوا عباد الله الشكورين، وكونوا متحدين، فعندئذ ستوهبون حظًّا من نِعَم الله تعالى. ولكن ان تفرقتم وتشتتت قلوبُكم، فلن تستطيعوا ان تكونوا ورثة افضال الله تعالى.

فما اعظم عمقًا ذلك التعليم عن الشكر الذي اعطانا اياه النبي ﷺ.

وهناك رواية بهذا الخصوص عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَلْقَى رَجُلًا فَيَقُولُ: "يَا فُلَانُ كَيْفَ اَنْتَ؟". فَيَقُولُ: بِخَيْرٍ، اَحْمَدُ اللّٰهَ، فَيَقُولُ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: "جَعَلَكَ اللّٰهُ بِخَيْرٍ"، فَلَقِيَهُ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: "كَيْفَ اَنْتَ يَا فُلَانُ؟". فَقَالَ: بِخَيْرٍ، اِنْ شَكَرْتُ. قَالَ: فَسَكَتَ عَنْهُ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّكَ كُنْتَ تَسْأَلُنِي فَتَقُولُ: جَعَلَكَ اللّٰهُ بِخَيْرٍ، وَاِنَّكَ الْيَوْمَ سَكَتَّ عَنِّي. فَقَالَ لَهُ ﷺ "اِنِّي كُنْتُ اَسْأَلُكَ فَتَقُولُ بِخَيْرٍ، اَحْمَدُ اللّٰهَ. فَأَقُولُ: جَعَلَكَ اللّٰهُ بِخَيْرٍ. (وانعم عليك بنعمه) وَاِنَّكَ الْيَوْمَ قُلْتَ: اِنْ شَكَرْتُ، فَشَكَكْتَ (اي كأنك تقول: ان قلتُ الحمد لله فهذا حسن، غير ان حالتي ليست جيدة الى درجة ان اقول انني بخير. لذلك قال النبي ﷺ:) فَسَكَتُّ عَنْكَ". (مسند احمد بن حنبل مسند انس بن مالك)

اي: سكتُّ عنك عندما وقعتَ في الشك، واسأتَ الظن بالله تعالى.

وعليه فان النبي ﷺ لم يكن يتحمل ان يخطر ببال احدٍ ولو قليلًا ايُّ فكر سلبي في مسألة شكر الله تعالى..."

(مقتبس من خطبة الجمعة لسيدنا امير المؤمنين ايده الله تعالى بنصره العزيز، الخليفة الخامس للمسيح الموعود عليه السلام في 2026/7/17)

إعلان هام

"وثيقة البيعة باللغة العربية"

يمكنكم الحصول على وثيقة البيعة باللغة العربية من خلال موقعنا الرسمي، ولمن يرغب بالانضمام الى الجماعة الاسلامية الأحمدية يمكنه ملء الاستمارة وارسالها من خلال الرابط:

https://www.islamahmadiyya.net/baiat.asp